جلد ۲۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۱۸ء | نمبر ۹

دار الامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت بغضب اعداء ہفتہ زیر اشاعت میں درد شقیقہ کی وجہ سے ناساز رہی اور بعض ایام میں سخت تکلیف رہی۔ مگر آج ۴ اپریل کو الحمد للہ آپکی طبیعت اچھی ہے۔ احباب حضرت کی صحت عاجل و کامل کیلئے دعاؤں سے کام لیں +

(۲) ایسٹر کی تعطیلات میں اکثر احباب باہر سے تشریف لائے تھے ۲۹ مارچ ۱۹۱۸ء کو باوجودیکہ آپکی طبیعت ناساز تھی مگر مغرب کی نماز کے بعد آپ درمیان حلقہ خدام میں تشریف فرما ہے اور سلسلہ تقریر جاری رہا جس نے صحت پر اثر ڈالا۔ اب بھی باوجود علالت مزاج ڈاک کا کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں +

(۳) موسم میں برساتی رنگ چلا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمیں +

اطلاع ضروری

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے امتحانات ہو چکے ہیں اور نئی جماعتوں کا داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ جو احباب اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں داخل کرانا چاہتے ہیں وہ جلد بھیجدیں۔ بورڈنگ ہوس میں داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ دو ماہ کے اخراجات پیشگی جمع کرائے جاویں۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ قادیانکی

زندگی اور اسکی تعلیم و تربیت کا اثر خدا کے فضل سے بہت مبارک نتیجہ پیدا کرنے والا ہوتا ہے +

ایک قابلِ غور چھٹی

مکرمی چودہری فتح محمد صاحب سکرٹری ترقی اسلام ذیل کی چھٹی بغرض اشاعت بھیجتے ہیں احباب کیلئے حصول ثواب کا یہ نہایت قیمتی موقعہ ہے۔ اس بھائی کی ضرور مدد کرنی چاہیئے اور سکرٹری ترقی اسلام کو بہت جلد یہ رقم بھیجنے کے قابل بنا دینا ضروری ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ رقم بطور قرضہ ہے۔ الحکم کے پچاس خریدار یہ رقم آسانی سے پورا کر سکتے ہیں۔ الحکم کے لئے یہ نہایت ہی خوشی کی بات ہوگی اگر صرف اس کے خریدار یہ چھوٹی سی رقم پوری کر دیں میں اسکی عملی جواب کی اشاعت کا شوق سے انتظار کرونگا۔ سکرٹری صاحب کی چھٹی حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جزیرہ سیلون میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارادہ تھا کہ

شروع پر غور کرلو۔ تو اس کا آخر بھی دیکھو یعنی اس کائنات
کے آخر پر بھی غور کرو۔ ہر ایک شے اور ہر ایک ہستی کا آخیر
دو صورتیں رکھتا ہے۔

(الف) خاتمہ زندگی (ب) شروع بعد از زندگی

مطلب یہ کہ اس کا شروع بھی دیکھو اور اس کے ساتھ
ہی یہ بھی یقین رکھو کہ بہ مجوائے ثم اللہ ینشی النشاۃ الاخرۃ
اس شروع کا خاتمہ عارضی کے بعد ایک اور شروع یا عہد
جدید بھی ہوگا۔ جس طرح مولا کریم ایسے بدء پر قادر ہے۔
ایسے ہی نشر ثانی پر بھی قادر ہے اگر بدء ایک سائنس
اور فلسفہ ہے تو نشر ثانی بھی اپنے رنگ میں ایک فلسفہ
ہی ہے اگر اسکی طاقت بدء پر قادر ہے تو اخیر اور نشر ثانی
پر بھی قادر ہے۔ اور اگر تمہیں اس پر شبہ و شک ہو تو
تم بہ مصداق فاسئلوا اہل الذکر ان لوگوں سے
دریافت کرو اور ان سے مشورہ لو جو اس کے اہل ہیں
وہ کون ہیں۔

،، انبیاء علیہم السلام۔

،، اولیائے کرام۔

،، حکمائے دہر۔

گو حکمائے دہر جو صحیح رنگ میں حکیم ہوں مذہبی فلسفہ
سے کچھ یا کسی حد تک مغایرت بھی رکھتے ہوں پھر بھی
ان کا کوئی نہ کوئی درجہ ہوتا ہے اور جو باتیں انکے متعلق
ہیں ان سے ہی پوچھی جاسکتی ہیں مثلاً ریاضی کا مسئلہ
ایک ریاضی دان سے ہی پوچھا جاسکتا ہے اور مذہبی فلسفہ
اس کے منافی نہیں ہے اس آیت مندرجہ عنوان پہ بار بار
غور کرو اور پھر دیکھو کہ کیا یہ حکمت اور فلسفہ کی حامی نہیں ہے اور کیا اس پر
عمل کرنا ہر رنگ میں مفید نہیں ہے۔ کیا وعظوں میں اس قسم کی آیات کا ذکر
کرنا دین اور ایسکے خلاف ہے اور کیا یہ دینداری کی موید نہیں ہے؟

(۸۶)

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب العلم توجہ کریں

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علموں کے فرائض میں مدرسہ کا
ایک اہم فرض ہے جس کی طرف اب تک بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے
بلکہ کہنا چاہیئے کہ نہیں کی گئی ہے۔ الحکم ایک عرصہ تک انہیں
اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے قیام کی طرف توجہ دلاتا رہا اور ایک
عرصہ تک یہ صدا بصحرا کی مصداق رہی لیکن آخر کار دسمبر ۱۹۱۷ء
کے سالانہ جلسہ پر ایسوسی ایشن کا باقاعدہ نظام قائم ہوگیا
مدرسہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں اور اس کے آغوش تربیت
میں رہ کر فیض پانے والوں میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں
جو اپنی زندگی کے کامیاب شعبوں میں کام کر رہے ہیں اور
بہت ہیں جو کالجوں سے کامیاب ہوکر نکل گئے ہیں۔ اگر
مدرسہ تعلیم الاسلام چھوڑنے کے بعد ان کے تعلقات بہت مضبوط
اور مستحکم نہ ہوں تو یہ ایک افسوسناک امر ہوگا۔ اور اگر وہ اپنی
اس مادر تعلیم کے لئے سرگرم خدمت کا اظہار نہ کریں تو یہ
اور بھی افسوس کے قابل ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ احمدیت نے انکے تعلقات کو
بہت مضبوط کردیا ہے مگر میری مراد یہ ہے کہ وہ سکول
کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ گذشتہ سال کانفرنس نے تجویز
کیا تھا کہ مدرسہ کا ہال جو نامکمل پڑا ہے اولڈ بوائز اس کی
تکمیل کریں یہ سچ ہے کہ اسکی عام تحریک نہیں ہوئی۔ مگر
یہ امر مخفی بھی نہیں رہا۔ مدرسہ کے ہال اور اس کے بالائی
کمروں کی تکمیل دس ہزار روپیہ چاہتی ہے۔ اگر مدرسہ
تعلیم الاسلام کے سو پرانے طالب علم ایک ایک سو بااقساط
دینے پر طیار ہو جائیں تو یہ کام ہو سکتا ہے اور میں ایسے بہت سے
طالب علموں کو جانتا ہوں کہ اس قدر روپیہ دے سکتے ہیں بہر حال

یورپ کا محاربہ عظیم اصلاح عظیم کا پیش خیمہ ہے

انگلستان کے مدبر اعظم جناب مسٹر لائڈ جارج نے جو تقریر ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو شہر لنڈن کے معبد میں آزاد کلیسیا کی کونسل کو خطاب کرتے ہوئے کی ہے۔ وہ نہایت قیمتی سبق اور قابلِ غور نتائج کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ یہ تقریر اس قابل ہے کہ احمدی جماعت اسے نہایت توجہ سے پڑھے۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں تسلیم کیا ہے کہ دراصل قومی شیرازہ کو منتشر کر دینے والی جو چیز ہے وہ فواحشات ہوتے ہیں۔ اور اسی سے احتراز کی طرف اُنہوں نے توجہ دلائی ہے۔ پر یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ **خدا تعالیٰ پر بھروسہ** اور ایمان کی **مضبوطی** بڑی چیز ہے۔ اور ہر ایک مقصد مفید پر اتحاد اور اتفاق کی طرف متوجہ کیا ہے۔ حقیقت میں یہ جنگ جو خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک **نشان** ہے جو ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ہے جو **مادیت** اور **دہریت** سے نکال کر خدا تعالیٰ کی طرف دنیا کو جھکا دیگا۔ اب اضطراری طور پر مغربی قومیں **اسلام** کی طرف آ رہی ہیں اور وہ پاک صداقتیں جو قرآن کریم نے تعلیم کی ہیں اُنکے ماننے کے لئے مجبور ہیں۔ اس موقعہ سے احمدی جماعت کو خاص طور پر فائدہ اُٹھانا چاہئیے۔ اب جبکہ ہر طرح سے دلوں میں ایک تحریک ہے۔ اشاعت **سلسلہ** کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئیے۔ اور **لنڈن مشن** کے کام کو بہت مضبوط اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ یورپ کی **مذہبی دنیا** ایک انقلاب قبول کرنے کے لئے پوری طیاری کر رہی ہے اور وہ وقت آ رہا ہے کہ جب وہ دلی **نیازمندی** کے ساتھ **اسلام** کو قبول کر لیں گے۔ اب وزیر اعظم کی اصل تقریر کو درج کر دیتا ہوں جو اس تحریک کے لئے زیادہ مفید ہے +

زمانہ حال اہم قومی ابتلا کا وقت ہے اور جو امور بالمقابل ہیں انکا لب لباب یہ ہے کہ نور ضمیر اور حرص و طمع میں مقابلہ ہو رہا ہے پس ہم پر لازم ہے کہ اس جنگ کو جنگ مقدس اور جہاد کبیر سمجھ کر اسے برابر جاری رکھیں اور یہ دیکھتے رہنا اور کوشش کرنا گرجوں اور پادریوں کا خاص فرض ہے کہ مخمرات اور فواحشات کہیں قوم کے اخلاقی اور جسمانی قوام کو کھوکھلا نہ کر دیں (اس موقعہ پر حاضرین میں سے ایک نے آواز دی کہ پھر اس کو کیوں نہیں بالکل روک دیا جاتا؟) وزیر اعظم نے کہا۔ گورنمنٹ کو عملی مشکلات سلجھانی پڑ رہی ہیں۔ زمانہ ماقبل محاربہ کی نسبت مخمرات کا صرف بیحد کم ہو چکا ہے۔ جو نکتہ چینی محض نکتہ چینی کی غرض سے ہو وہ مفید نہیں ہو سکتی۔ اگر کبھی ایسی صورت پیش آ جائے کہ یا تو بڑوں کو بیئر شراب ملے یا بچوں کو روٹی۔ تو گورنمنٹ ایک لحظہ کے لئے بھی نہ جھجکے گی (یعنی شراب کی قطعاً بندش کر دے تاکہ روٹی کے لئے وہ غلہ جو شراب بنانے میں خرچ ہوتا ہے بچا لیا جائے) برطانیہ کلاں جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر مشغول جنگ ہے انکی توضیح بارہا ہو چکی ہے۔ سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہو کہ آئندہ کے لئے جبر فریب و طمع سے دنیا اور ایک دوسرے کو محفوظ رکھنے کے لئے قوموں کا جتھا بنجائے اور یہ جتھہ لڑائی کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دے۔ اس مدعا کے حصول سے پیشتر محاربہ سے رُک جانا **قادرِ مطلق** کے انصاف پر شبہ کرنے کے مترادف ہوگا۔ نکتہ چینی ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قوم کے لیڈروں نے قوموں کے جتھہ کے مسئلہ کو کافی اہمیت نہیں دی۔ اور میں نے اس مسئلہ کا ذکر زیادہ تواتر سے اس لئے نہیں کیا کہ بولشکوں نے ہمیں سکھا دیا ہے کہ قوموں کا کوئی واقعی جتھہ محض باتوں سے معرض وجود میں نہیں آ سکتا بولشوک بھول گئے کہ یہ چیز مجاہدہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے وہ عبارت آرائی مضمون نویسی اور تقریر بازی میں مستغرق رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسی

اور سے جتھہ بنانے کے انکے ہاتھ میں اپنی قوم بھی بمشکل آدھی ہی گئی۔ پرشیا کے جنگی اولیائے امور کامل و مکمل مساوات کے اصول کو صلح کی بنیاد بنانے کے لئے باآواز دہل قبول کرینگے اور فوری آمادگی ظاہر کر دینگے لیکن جیسا کہ بولشکوں کو تجربہ ہو چکا ہے عمل کے موقعہ پر یہ سب آمادگیاں اور زبانی اقرار و مدار محض ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانیکے اور پائے جائینگے۔ قوموں کے جتھہ کے موضوع پر کسی نے اتنی فصاحت و بلاغت سے کام نہیں لیا جتنی کہ قیصر نے استعمال کی۔ پوپ کو اسنے جو جواب دیا وہ مسیحانہ تلطف اور اخوت کی روح سے لبریز تھا۔ مگر بلجیم کو چھوڑ دینے کے متعلق ایک لفظ بھی اس میں درج نہ تھا۔ البتہ تخفیف افواج کے معاملہ پر فقرہ در فقرہ وقف کئے گئے۔ لتھونیا اور کورلینڈ کی نسبت ایک حرف بھی نہ تھا۔ گو قوموں کے جتھہ کے سوال پر قیصر نے دل کھولکر معقولیت کے ساتھ بحث کی۔ قیصر نے قوموں کے جتھہ کی تجویز کو یہی نہیں کہ منظور کیا بلکہ جرمنی نے اس جتھہ کی سرگروہی پر بھی آمادگی ظاہر کر دی۔ قبضہ و تفوق کی یہ ترنگ ابھی موجود ہے۔ مگر اس خنجر کو نرمی و تلطف کے میٹھے میٹھے الفاظ اور عدل و انصاف کے اصولوں کے مخملی غلاف میں چھپا رکھا ہے +

سلطنت برطانیہ کے تمام حصص اور فرانس و اٹلی کے نوجوان جنگی تعلید امریکہ کے کروڑہا جوان کرنے والے ہیں اپنی بہادر جانوں کی بازی لگا کر ثابت کر رہے ہیں کہ دنیا تہذیب کے ایسے مرحلے پر پہنچ گئی ہے جس میں انصاف کی تعمیل بزور شمشیر احکام تہذیب کو پامال کرنے والی طاقتور ترین قوم کے خلاف کرائی جا سکتی ہے جب یہ جانباز اس کام میں کامیاب ہو گئے تو وقت قوموں کا جتھہ منصۂ ظہور میں آئے گا۔ اس وقت سے پہلے تلواروں کا لوہا ہلوں کے پھاڑ بنانے کے کام آسکے گا۔ وزنی بوجھ کندھوں پر نہیں۔ دلیر اٹھانے لازم ہیں پس ہمت نہ ہارو۔ نہ حوصلہ چھوڑو۔ نہ ہمیشہ بادلوں پر ہی نظر رکھکر یہ پوچھتے رہو کہ پو کب پھوٹے گی۔ سفیدی صبح ہر وقت قریں تر ہوئی جاتی ہے۔

خدا پر ایمان مضبوط کرو۔ اور اسپر بھروسہ رکھو

روشنی نمایاں ہو جائے گی۔ قحط کا کوئی وجود نہیں۔ لوگ بیشک ایسی بہت سی باتوں سے محروم ہو رہے ہیں جنکو وہ آرام وہ معاشرت کی لازمی اجزا متصور کرنے کے عادی ہو چکے تھے مگر غذا کی کوئی کمی نہیں۔ نہ کسی کمی کا کوئی خدشہ ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ خوشحالی کے سالہا سال نے ہم کو جن بعض خاص چیزوں کا متمتع بنا رکھا تھا وہ اب دکھائی نہیں دیتیں +

میرے کندھوں پر مہیب بوجھ فرض کا پڑا ہوا ہے۔ یہ بوجھ ایک آدمی کی طاقت سے بڑھکر ہے پس میں قوم کی کلان ترین پریشانی کی اس ساعت میں آپ سے امداد ہمدردی اور دعا کی استدعا کرتا ہوں۔ اُس عظیم مقدس ودیعت جس کے لئے ہم محاربہ میں شامل ہوئے اور جس کی خاطر لکھو کھا جانیں قربان ہو چکی ہیں غداری کئے بغیر اگر صلح کا کوئی راستہ آپ مجھے بتا سکیں تو میں آپ کی اس تجویز کو مسرت و شکر گذاری سے سنونگا اور خدا کا شکر بجا لاؤنگا اس بات کے بغیر صلح کا چرچا کرنا قوم کی اخلاقی ہمت اور حوصلہ کو پست کرنا ہے +

الحکم کے معاونین اور انصار

ہفتہ زیر اشاعت میں مندرجہ ذیل بزرگوں نے الحکم کی اعانت میں حصہ لیا۔

(۱) جناب سیٹھ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ معاونین درجہ اول میں شامل ہوئے یعنے بیس روپیہ سالانہ دینے والوں میں۔ اور قسط اول وصول ہو گئی ہے +

(۲) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ نے دس روپیہ عطا فرمائے ہیں الحکم کے لئے یہ موجب فخر و مباہات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

ایک مستقل احمدی مشن قایم کیا جائے لیکن کسی نامعلوم وجہ سے گورنمنٹ سیلون اسباب میں مزاحم ہوئی۔ اور یہ ارادہ ملتوی کیا گیا۔ علاوہ مبلغ کے جماعت سیلون کو ایک امام اور معلم کی ضرورت بھی تھی۔ حسن اتفاق سے مولوی ابراہیم صاحب جو کہ ایک مالاباری تاجر ہیں۔ اور اسلام سے خاص واقفیت بھی رکھتے ہیں۔ چند مہینوں سے کولمبو میں مقیم ہیں۔ اور اس فکر میں ہیں کہ وہاں تجارت کا کام شروع کریں۔ اور احمدی جماعت کی امامت اور تعلیم بغیر کسی معاوضہ کے کرتے رہیں۔ لیکن مولوی صاحب کے فنڈز میں کچھ کمی ہے۔ مولوی صاحب مذکور نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحریر کیا ہے کہ اگر انکو مبلغ پانچ صد روپیہ بطور قرضہ انجمن ترقی اسلام کی طرف سے ملجاوے تو وہاں انکا کام چل سکتا ہے۔ چونکہ ترقی اسلام میں اسقدر روپیہ نہیں ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے تجویز فرمایا ہے کہ ترقی اسلام کی ضمانت پر کسی ذی ثروت احمدی دوست سے یہ پانصد بطور قرضہ لیکر مولوی صاحب مذکور کو دیدیا جاوے۔ مولوی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ چند ماہ میں یہ روپیہ بہ اقساط واپس کر دیا جاویگا۔ جو دوست اس کار خیر میں مددگاری چاہیں۔ وہ مہربانی کر کے سیکرٹری ترقی اسلام سے خط و کتابت کریں +

فتح محمد سیال

نادر موقع

بعض احباب نے اُردو ریویو کی اشاعت و امداد کے لئے روپے ارسال فرمائے ہیں۔ اس لئے ایسے دوست جو ریویو کا پورا چندہ ادا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ ایک روپیہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں پس درخواستیں جلد آنی چاہئیں کیونکہ پہلے آنے والی درخواستیں فائدہ اُٹھا سکیں گی +

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

احمدی انجمن توجہ کریں

ربیع کی فصل کاٹنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ جہاں جہاں انجمنیں چندہ میں غلہ دیتی ہیں اُنہیں نہایت **احتیاط** کے ساتھ فراہمی غلہ کا انتظام ابھی سے کرنا چاہئے اور جس جس قدر غلہ فراہم ہو۔ اس کو اسوقت تک وہ فروخت نہ کریں جب تک وہ مرکز سے اجازت نہ منگوالیں۔ کیونکہ لنگر خانہ کی ضروریات کے لئے ایک کثیر مقدار **غلہ** کی ضرورت ہوتی ہے اگر آسانی سے وہ غلہ یہاں پہنچ سکے تو مفید ہو سکتا ہے۔ کم از کم **ڈیڑھ ہزار من غلہ** ایک سال کے لئے بکار ہوگا +

(۲) جن احباب کے بچوں نے انٹرینس کا امتحان دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو کامیاب کرے۔ انہیں یاد رہنا چاہیئے کہ ان بچوں کے لئے جو کالج کی تعلیم حاصل کرنا چاہیں **ایک معقول خرچ** کر کے لاہور میں **احمدیہ ہوسٹل** کھولا گیا ہے تاکہ **احمدی بچے** احمدیت کے اثر کے نیچے رہیں۔ ہوسٹل کی بہتری کیلئے اور بھی کئی تجاویز زیر نظر ہیں۔ احمدی احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو کالج میں جانیوالے ہیں **احمدیہ ہوسٹل** کے سوا کسی اور بورڈنگ یا ہوسٹل میں نہ رکھیں اسلئے ایسے تمام **طلبا** کی جنہوں نے مختلف مقامات سے انٹرینس کا امتحان دیا ہے۔ وہاں کی مقامی انجمن فہرستیں طیار کر کے دفتر سیکرٹری میں بھیجدے تاکہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل سکے کہ اس سال کتنے طالبعلموں کے لئے جگہ کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ایسی فہرستیں اپریل کے آخر تک دفتر سکرٹری صدر انجمن میں آجاویں +

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

الحکم کے ایک قدیم مربی نے جو یوم اشاعت سے اسکے خریدار رہے ہیں علاوہ قیمت کے ۵ عدد اسکی اعانت میں ارسال فرمائے ہیں۔ اور نہایت تاکید کی ہے کہ انکے نام کا اظہار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ انکا ناصر ہو اور ان تمام رحمتوں اور فضلوں کا انہیں جاذب بنا دے جو مخفی طور اپنے بندوں پر نازل کرتا ہے اور ان تمام مخفی کمزوریوں سے انہیں محفوظ رکھے

[illegible] +

مکتوبات احمدیہ

صوفی تصور حسین صاحب کے نام

مجبی اخویم حافظ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط میں نے اول سے آخر تک پڑھ لیا یہ بات بہت درست ہے کہ سعید انسان کی علامت یہی ہے کہ جب تک گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے سست نہ ہو اور کسل کی طرف مائل نہ ہو کسی نے سچ کہا ہے ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب بردن

خدا تعالیٰ کی طلب بڑا مشکل کام ہے گویا ایک موت ہے بلکہ درحقیقت موت ہے۔ پھر دوسرے پہلو میں عالی ہمت اور عالی فطرت وفادار دل کے لئے بہت سہل بھی ہے۔ وہ وہ ہے جو زمانہ دراز کی طلب کو ایک ساعت سے بھی کم سمجھتا ہے۔ حافظ۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر ؛ آرے شود ولیک بخون جگر شود

مگر افسوس دنیا میں شتاب کاروں بدظنوں کا اور کم ہمتوں کا فرقہ بہت بہت ہے۔ اور یہی لوگ محروم ازل سے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مارنے سے عرش معلی تک پہنچ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد

مجبی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بباعث درد نم معدہ وکمر و دیگر عوارض بیمار رہا اور اب بھی بیمار ہوں۔ اسی وجہ سے مسجد میں بھی جانے سے مجبور رہا۔ انسان کے لئے مداومت استغفار اور توبہ اور دعا جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ ہمیشہ تضرع اور درد و گداز کے ساتھ مرضات اللہ کی طلب میں مشغول رہنا چاہیئے اور سستی آرام نہ کرنا چاہیئے جب تک مطلب حاصل نہ ہو۔ یہی طریق مردان راہ ہے ماسوا اسکے تدبر سے درود شریف کو پڑھنا۔ اور ہر ایک موقع مناسب پر دعا کرنا چاہیئے اور سب سے زیادہ علامت شقاوت جلد بازی اور بدظنی ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ نماز میں بہت دعا کرنی چاہیئے بجز قرآن شریف اور ادعیہ ماثورہ کے بیشک اپنی زبان میں دعا کرو۔ فقط خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ؛

مجبی اخویم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سجدہ میں دعا یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بہت پڑھو۔ اصل امر تزکیہ نفس ہے جو نہایت مشکل امر ہے خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی مدد مانگتے رہو میں بھی انشاء اللہ دعا کرونگا۔ مگر ایسی دعائیں بہت زمانہ چاہتی ہیں یہی سنت اللہ ہے موتی کتوں کے منہ میں ڈالنا مراد رکھتا ہے کہ نا اہل کی زینت کرنا۔ نا اہل سے نیک امید رکھنا۔ اور یہ سچ ہے کہ خبیث آدمی کی بیعت سے پرہیز ضروری ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

بہرحال ہمت مردانہ اور عزم درست اور استقامت اور خدا تعالیٰ کے سامنے صدق۔ صفا۔ آخر کامیاب کر دیتا ہے۔ مگر صبر درکار ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نادر و نایاب تحریریں

(فلسفۂ اخلاق اور تخلق باخلاق اللہ کا طریق)

نمبر ۲

جب اخلاق علیٰ وجہ الحق والحکمۃ صادر ہوں گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائیگا۔ اور وہ حقانی الطبع کا آدمی بن جائیگا اور یہ امر اس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے۔ کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہیں اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نہ کرے درجہ محبوبیت کا اسکو حاصل نہیں ہو سکتا۔

(۷۹)

اب اس بات کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ التزام حق سے کیا مراد ہے؟ سو اس کی توضیح یہ ہے۔ کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے کہ اس کے سارے کام خدا کے لئے ہو جائیں۔ اس کا عفو اس کا رحم اس کا احسان اس کا انتقام اس کا قصاص اس کی نرمی اس کی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے۔ اور کوئی غرض درمیان نہو تا وہ اپنے تمام قول اور فعل اور اعمال میں اپنے وجود سے بکلی کھویا جائے اسی میں اسکی سعادت عظمی اور نجات ہے اور یہی آخری مرتبہ اس کے کمال کا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ انسان کے تمام اخلاق محض خدا کے لئے کیونکر صادر ہوں؟ عوام یوں سمجھتے ہیں کہ جو شخص خدا سے ڈر کر بہر حال مخلوق اللہ سے نیکی کرے اور بغیر ملاحظہ محل بے محل کے عفو اور سلوک اور احسان کی عادت ڈالے وہ سارے کام خدا کے لئے ہی کرتا ہے لیکن وہ ایسا سمجھنے سے غلطی پر ہیں بلکہ جو فعل بے محل کیا جائے وہ فعل خیر ہی نہیں رہتا بلکہ فعل شر ہو جاتا ہے ایک شخص کو حنظل کھلانا سودمند ہے تم اسکو لڈو کھلاتے ہو گو وہ شیریں ہے۔ لیکن تم اس سے سخی نہیں کرتے۔ علاوہ اس کے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہوں یعنی ایسے طور سے استعمال میں ہوں کہ جس سے انسان اپنی ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرے کہ

وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائیں

اور جیسے سایہ اپنے وجود میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل ہی کی متابعت میں محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اسکو اپنی ذات میں نفسی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اس کے لئے کوئی بھی صفت نہیں نہ اس میں رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی۔ اور ان صفتوں کو اس میں پیدا کرنیوالا محض اخلاق الٰہی ہوں اور یہ اخلاق اسی طور سے اس سے صادر ہوں

توحید فعلی پیدا ہوتی ہے

اور توحید فعلی اخلاق کی تب ہی پیدا ہوتی ہے کہ جب اخلاق انسان کے بہ تبعیت اخلاق اپنے خالق کے صادر ہوں ٭

٭ اور خالق کے تمام اخلاق میں حقیقی نیکی بھری ہوئی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ہے دنیا میں صرف اس کا نطفہ ہی نہیں پایا جاتا بلکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

وہ دور ہیں خدا سے جو تقوےٰ سے دور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

تقوےٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیال حضرت عزت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فناء
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیو لعین کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربّ غفور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقوےٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولےٰ اسی میں ہے

تقوے کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرط دین ہے وہ تقوےٰ میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقوے کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں

بے احتیاط ان کی زبان وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

اک بات کر کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں

کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن

سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوک زبان میں ہی آگئی

یا بد زبان دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگمان
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش ربّ غفور ہو۔

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشم خدائے پاک

گر ایسے تم دلیریوں میں بے حیا ہوئے — پھر اتقا کے سوچ کہ معنے ہی کیا ہوئے
موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا — قرآن میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار — تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے — یہ کیسی عقل تھی کہ براہ خطر گئے
بدبخت تر تمام جہان سے وہی ہوا — جو ایک بات کہکے ہی دوزخ میں جا گرا

بس تم بچاؤ اپنی زبان کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبت رب العباد سے

مختصر نکات

(۸۲)

تقویٰ ایک فطرتی امر ہے جو ہر ایک انسان کے اندر بدی کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ متواتر سرکشیوں اور بدیوں کے ساتھ یہ خوف زائل ہو جاتا ہے اور خدا پرستی اور نیکوکاری کے ساتھ بڑھتا ہے چنانچہ یہ عام مشاہدہ کی باتیں ہیں کہ جو جرم انسان نے پہلے کبھی نہیں کیا ہے جب اول مرتبہ اس کے کرنے کا ارادہ کرے تو طرح طرح سے اس کا نور قلب اس کو ڈراتا اور جھجکاتا ہے۔ مگر بار بار وہی ارادہ کرنے سے یہ خوف کم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر کار ارتکاب ہی کر بیٹھتا ہے۔

جیسے فاسد عضلات و اعصاب پر جبتک کوئی ریشہ بھی اپنی اصلی حالت پر ہے اس وقت تک بجلی ان میں حرکت پیدا کر سکتی ہے۔ اسیطرح بد انسان خواہ کیسا ہی ظالم غلیظ القلب کیوں نہ ہو جبتک کوئی شمہ ایمان اور حیات روحانی کا اس میں باقی ہے اس وقت تک امید کی جاتی ہے کہ ذکر قرآن کریم اس میں تحریک پیدا کردے اور یقیناً کرتا ہے لیکن جب عضو ماؤف کی سی حالت ہو جائے تو پھر اس کا علاج ہی بجز کاٹنے کے کیا ہے؟

انسان جب اپنی تنہائی اور خود مختاری میں کوئی برا ارادہ کرتا ہے اور اس کی تکمیل کے واسطے تدابیر کرتا ہے۔ اس وقت اس کا اتالیق اور استاد تقویٰ ہی ہو سکتا ہے جو اس کو ان بدیوں سے بچانے کی ہدایت کرتا ہے۔

تقویٰ یعنی خوف الٰہی ہی اس کا واعظ اور حافظ ہوتا ہے جو اس کو بد ارادوں اور بدعملیوں کے وقت فوراً تنبیہ کر دیتا ہے اور ضلالت سے بچانا چاہتا ہے ؛

سلسلہ ملفوظات کریمیہ

نمبر ۲

حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے ضرورت وقت کے مطابق ۶ خطبے (۱) اظہار الدین اور مسیح موعود علیہ السلام (۲) میثاق النبیین (۳) معیار الصادقین (۴) دعائے کامل کی شناخت (۵) اخوت (۶) خدا کے نبی کا نشان اور قادیان دارالامان۔ یہ نہایت قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے

فلسفہ قرآنی

از قلم ندرت رقم خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ای۔ اے۔ سی

فانظروا کیف بدء الخلق

(پھر دیکھو کیونکر شروع کی ہے پیدائش)

اوپر کا عربی فقرہ قرآن مجید کی ایک آیت کا حصہ ہے۔ لفظی ترجمہ اس آیت کا وہی ہے جو اس کے نیچے حوالہ قلم کیا گیا ہے اس آیت قرآنی کا پہلا حصہ قل سیرو فی الارض ہے۔

اور دوسرا ینشی النشاۃ الاخرۃ ہے اس دوسرے آیت کا ترجمہ پھر اٹھائے گا اللہ پچھلا اٹھان۔

ان تینوں حصص کو ایک دوسرے سے نسبت ہے مولا کریم فرماتے ہیں۔

"دنیا یا ملک میں پھرو اور دیکھو کہ قادر مطلق نے یہ کائنات کیونکر پیدا کی ہے اور یہ پیدائش جو تم دیکھتے ہو ایک وقت ایسا آویگا کہ پھر ایک دوسرے رنگ میں اسے اوٹھایا جاویگا۔ چونکہ یہ کائنات مختلف اقطاع دنیا میں مختلف رنگوں میں واقعہ ہے اس واسطے سیر و سیاحت کی شرط لگائی گئی ہے۔ جب تک انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نہ جاوے جب تک مختلف مناظر کا مشاہدہ اور تماشہ نکرے تب تک کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کائنات کیا کچھ بوقلمونی اور ندرت رکھتی ہے۔ اور ایک ہستی کو دوسری ہستی سے کیا کچھ نسبت ہے۔ اکثر لوگ قرآن مجید ثواب کی نیت سے پڑھتے ہیں۔ یہ برا نہیں۔ اکثر لوگ ذہنی یا معادی رنگ میں تلاوت اور غور کرتے ہیں۔ یہ بھی لازمی ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جو تحت مذہبی فلسفہ کے قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔ قرآن مجید مذہبی رنگ میں انترا ہے۔ لیکن مذہبی فلسفہ رکھتا ہے مذہبی فلسفہ کے اعتبار سے قرآن مجید کا مطالعہ بھی میری رائے میں لازمی ہے۔ کیونکہ جب ہم یہ مان لیں کہ مذہب ہی ایک فلسفہ ہے تو پھر اس رنگ میں قرآن مجید کا مطالعہ زیادہ ضروری اور موزون ثابت ہوتا ہے۔ میں قرآن مجید کے تین حصے کر دوں گا یا یہ کہ میری رائے میں اس کے تین حصے ہو سکتے ہیں

(الف) معادیات

(ب) اخلاقیات یا تمدنیات۔

(ج) حکمت یا فلسفہ۔

تھوڑی سی غور کے بعد اس کی تصدیق ہو سکتی ہے قرآن مجید کی یہ خوبی ہے کہ اسکی ہر ایک تعلیم ان تینوں شقوق سے ربط رکھتی ہے قرآن مجید کو اکثر اوقات محض معادیات کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے جس کا رفتہ رفتہ یہ اثر ہوا ہے کہ اسی میں اسے محصور کر دیا گیا ہے۔ آیت مندرجہ عنوان ایک ایسی آیت ہے جو قرآنی فلسفہ پر ایک قوی شہادت ہے جو لوگ اس طرف ذرا دقت سے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید جبکہ کھلے طور پر اس طرف نہیں لے جاتا۔ تو کیوں خواہ مخواہ اس کی تعبیر کی جاوے میری رائے میں یہ درست نہیں جب کوئی یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید حامی حکمت و فلسفہ ہے تو اس کا یہ منشا نہیں ہوتا۔ کہ وہ فلسفہ کا

کورس ہے یا فلسفہ کا نصاب بلکہ یہ کہ اس کے کلیات
اور اس کے مسلمات اصولی رنگ میں اس طرف لے
جاتے ہیں اور ایسے اشارات سے ثابت ہوتا ہے
کہ اس کا دائرہ اس سلسلہ سے دور تر نہیں ہے
اگرچہ قرآن مجید میں فلسفہ کا لفظ نہیں آیا ہے لیکن بہ
فحوائے آیت من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا۔
بہ لفظ (حکمت) میں یہ مفہوم ادا کر دیا گیا ہے۔ میری
رائے میں یہ مقابلہ لفظ (فلسفہ) کے لفظ حکمت
زیادہ تر وسعت اور جامعیت رکھتا ہے اور نیز
یہ کہ لفظ (حکمت) بہ مقابلہ لفظ فلسفہ کے زیادہ
تر واضح بھی ہے۔ آیت مندرجہ عنوان دالی تعالیٰ لے
کہ لوگ یا قرآن مجید کے پڑھنے والے کائنات
(۸۳) پر غور کریں اور سوچیں کہ وہ کیا کچھ حکمت رکھتی
ہے۔ اس آیت میں تین الفاظ
قابل غور ہیں۔
(الف) نظر۔
(ب) کیف۔
(ج) بدا الخلق۔
نظر سے محض سرسری نظر مراد نہیں بلکہ تنقیدی
یا ناقدانہ نظر یا وہ جو ایک عملی رنگ رکھتی ہو۔ مولا کریم
فرماتے ہیں کہ تم جس کائنات میں رہتے ہو اسے ناقدانہ
نظر سے دیکھو اور سوچو کہ ایک چیز دوسری سے
کیا کچھ نسبت رکھتی ہے اور ہر ایک چیز کی نسبت
کیا کچھ کیفیت رکھتی ہے ......
لفظ کیفیت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس جامعیت
سے کائنات اور افراد کائنات کا مشاہدہ اور
تماشہ کرو کہ جس سے تمہیں یہ پتہ لگ جاوے
کہ قدرت نے ان میں کیا کچھ بھید رکھا ہے اور
ہم ان کی ظاہری اور باطنی طاقتوں اور قوتوں سے
کیا کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
(کیف) ایک جامع مفہوم رکھتا ہے اور اس
کیف سے فلسفہ کا ایک بڑا حصہ شروع ہوتا ہے
اور اس کے تحت خصوصیت سے الفاظ کیا
کس طرح اور کیوں کی بحث کی جا سکتی ہے فلسفہ
کا شروع اور آخیر یہی تینوں الفاظ ہیں اور یہی تینوں لفظ
کیف کا عملی رنگ میں تعبیر ہیں۔ مولا کریم ارشاد فرماتے
ہیں کہ دیکھو اور سوچو تو سہی یہ کائنات اور اس کے افراد
کیا ہیں اور کس طرح ہیں اور کیوں ایسے ہیں یا بالفاظ
دیگر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ
"وہ کیوں میری کائنات اور اس کی حکمتوں اور تجوبات
پر غور نہیں کرتے خصوصیت سے یہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ
"وہ یہ تو دیکھو کہ اس پیدائش کا کیونکر شروع ہوا یعنی یہ تکوین عالم
کیونکر ہوئی ہے تکوین عالم اور اسباب عالم پر غور کرنا فلسفہ
اور سائنس نہیں ہے تو اور کیا ہے جو لوگ تکوین عالم اور
اسباب تکوین عالم پر غور کرتے ہیں اور ایک ہستی کی نسبت کو
دوسری ہستی کی نسبت سے نسبت دیکر دیکھتے ہیں ان
پر کھل جاتا ہے کہ صانع کامل نے اس میں کیا کچھ بھید رکھا ہے
کیف بدء الخلق میں فلسفہ بھی آ گیا سائنس اور حکمت
بھی اور ڈاکٹری بھی دین بھی اور دنیا بھی کیونکہ اس
مشاہدہ اور اس مطالعہ سے خالق اور مخلوق دونوں
پر روشنی پڑتی ہے اور دونوں راہوں سے ہو کر جانا
پڑتا ہے۔ لفظ (بدء) میں
(الف) نوعیت تکوین۔
(ب) خصوصیت تکوین۔

(ج) اہلیت تکوین۔

(د) نسبت تکوین۔

(ھ) افادت تکوین۔

(و) حکمت تکوین۔

(ز) جامعیت تکوین۔

وغیرہ وغیرہ اجاتی ہے اور ایک سوچنے والا رفتہ رفتہ معلوم کر سکتا ہے کہ یہ تکوین ایک دوسری سے کیا نسبت رکھتی ہے اور انسان اوس سے کیا کچھ نسبت رکھتا ہے اور اس سے وہ کیا کچھ کام لے سکتا ہے معاویات پر اس کا کیا اثر ہے اور معاشریات پر کیا کچھ ہے تمدنیات پر کیا اور اخلاقیات پر کیا۔

لفظ (بدع) لانے میں ایک حکمت اور ایک جامعیت ہے جب یہ کہا جاوے کہ دیکھو تو سہی یہ شے کس طرح پیدا کی گئی ہے یا یہ کہ کیونکر یہ شے پیدا ہوئی ہے یا اس کا شروع کیسے ہوا تو ایک غور کرنیوالا یا ایک دیکھنے والا شروع ہی سے غور کرے یا دیکھے گا مثلاً ایک شخص کو گھڑی دیکر یہہ کہا جاوے کہ دیکھو تو سہی یہ کس طرح بنائی اور اس کا شروع کیونکر کیا گیا تو ایک ذہین شخص کا ذہن سب سے پہلے ان پرزوں کی طرف منتقل ہو گا جو گھڑی کے ابتدائی اور بنیادی پرزے ہیں وہ کبھی زنجیری کو پہلے پہل نہیں دیکھے گا بلکہ سب سے اول ان پرزوں کو دیکھیگا جس سے اس کا شروع ہوتا ہے اور جو شخص ابتدائی یا بنیادی حصوں کو دیکھنا شروع کریگا۔ وہ رفتہ رفتہ یا ساتھ کے ساتھ ہی اخیر تک بھی پہنچ جاویگا لفظ (بدع) گویا موخر اور باقی کے حصوں کی بھی خبر دیتا ہے۔ اور خصوصیت سے یہ تحریک کرتا ہے کہ ہر کائنات اور ہر جزو کائنات کو شروع ہی سے دیکھو اس تجویز سے اشیاء کی حکمتیں اور عمومیات کا پتہ لگے گا مدرسہ میں شاگرد ہمیشہ قاعدہ کا شروع ہی دیکھتا اور پڑھتا ہے درمیان یا آخیر سے شروع نہیں کرتا۔ مطلب شروع کر کے رفتہ رفتہ اخیر تک جا پہنچو۔ تاکہ تمہیں ہر ایک پرزہ کا علم ہو جاوے

لفظ (خلق) سے ظاہر ہے کہ ناقدانہ نظر کی ہر ایک قسم کی چیز کے مقابلہ میں ضرورت ہے خواہ وہ کونسی نوعیت رکھتی ہو۔ نباتات جمادات اور حیوانات تینوں عناصر کی تحقیق تدقیق اور تنقید ضروری ہے۔ کیونکہ خلق میں یہ ہر سہ موالید آ سکتے ہیں اور لفظ خلق انکو جداگانہ رنگ میں ہے۔ اگر بغیر لانے لفظ (بدع) حرف یہی کیا جاتا کہ خلقت کو دیکھو یا اسکی کیفیت دریافت کرو تو یہ لطف باقی نہ تھا۔

یہ کہنا۔

اس شے کو دیکھو۔

اس پر غور کرو۔

اس کی بنیاد پر غور کرو۔

اس کا شروع دیکھو۔

اسے شروع سے دیکھو اور جانچو۔

ان سب میں فرق ہے بعض صورتیں محض سرسری ہیں اور بعض معمولی اور بعض تاکیدی اور بعض برنگ تنقیدی اور نظر بدا میں بھی ایک نسبت ہے۔ نظر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب کلیتاً کسی شے کی ہستی کا مشاہدہ اور مطالعہ کیا جاوے۔ اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ شروع ہی سے ایسا مشاہدہ نہ کیا جاوے ہر شے اور ہر سلسلہ جہتیں رکھتا ہے۔

(الف) بدء یا ابتداء

(ب) آخیر

اس سے یہ بھی مراد ہے کہ اس کائنات کا شروع ہی دیکھو اور اس کے آخیر پر بھی غور کرو جب تم اسکے

(۸۴)

(47)